آئینہ ہے یہ نور سرمد کا
عکس ہے یہ رخ محمد کا

چودھوین کا ہے چاند یہ البدر
فیض ہے یہ غلام احمد کا

# البدر

ہے جہان منتظر خوش بانش کا مدستان
آن مسیح دور آخر مہدی آخر زمان

چہ گویم با تو گرائی چہاد قادیان ہے
دوا ہی شفا ہے غرض دارالامان ہے

| جلد ۳ | ہر ایک انگریزی ماہ کی ۱-۸-۱۶-۲۴ کو دارالامان قادیان سے شائع ہوتا ہے | نمبر ۲۵ |
|---|---|---|




## حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام اور آپکی جماعۃ کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
آن کتاب حق کہ قرآن نام است
مہر او باشیر شد اندر بدن
ما از و نوشیم ہر آبی کہ ہست
ما از و یا بیم ہر نور و کمال
از ملائک و از خبر ہائی معاد
معجزات او ہمہ حق اند و راست
بر ہمہ از جان و دل ایمان ما

مصطفی ما را امام و مقتدا
بادہ عرفان ما از جام اوست
جان شد و با جان بدر خواہد شدن
رو شدہ سیراب سیرابی کہ ہست
وصل دلدار ازل بی او محال
ہر چہ گفت آن مرسل رب العباد
منکر آن مورد لعن خدا است
ہر کہ انکاری کند از اشقیا ست

اندرین دین آمدہ از مادریم
آن رسولی کش محمد ہست نام
ہست او خیر الرسل خیر الانام
آنچہ ما را وحی و ایمائی بود
اقتدائی قول او در جان ماست
آنہمہ از حضرت احدیت است
معجزات انبیاء و سابقین
یکقدم دوری ازان روشن کتاب

ہم برین از دار دنیا بگذریم
دامن پاکش بدست ما مدام
ہر نبوۃ را برو شد اختتام
آن نہ از خود از ہمان جائی بود
ہر چہ زو ثابت شود ایمان ماست
منکران مستحق لعنت است
آنچہ در قرآن بیانش بالیقین
نزد ما کفر است و خسران و تباب

## دس شرائط بیعت

**اول** - بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اسبات کا کرے کہ آیندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جاوے شرک سے مجتنب رہے گا -

**دوم** - یہ کہ جھوٹھ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہیگا اور نفسانی جوشوں کے وقت مغلوب نہیں ہوگا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے -

**سوم** - یہ کہ بلاناغہ پنجوقت نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہیگا - اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کریگا - اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اسکی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائیگا۔

**چہارم** - یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دیگا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے

**پنجم** - یہ کہ ہر حال رنج اور راحت اور عسر اور یسر اور نعمت اور بلا میں خدا تعالیٰ کیساتھ وفاداری کریگا - اور بہر حالت ..... راضی بقضاء ہوگا اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کیلئے اسکی راہ میں طیار رہیگا - اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہ پھیریگا - بلکہ آگے قدم بڑھائے گا (**ششم**) یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آجائیگا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے سر پر قبول کریگا اور قال اللہ اور قال الرسول کو اپنے ہر یک راہ میں دستور العمل قرار دیگا (**ہفتم**) یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دیگا - اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کریگا - (**ہشتم**) یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا (**نہم**) یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہیگا اور جہانتک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائیگا (**دہم**) یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوۃ محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھکر اس پر تا وقت مرگ قائم رہیگا ...

**وہ الفاظ جنسے حضرت اقدس بیعت کرتے ہیں** - ہاتھ میں ہاتھ دیکر آپ فرماتے ہیں اور طالب کہتا جاتا ہے

اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشہد ان محمدا عبدہ و رسولہ - **آج میں احمد کے** ہاتھ پر ان تمام گناہوں سے توبہ کرتا ہوں جنمیں میں گرفتار تھا - اور میں سچے دل سے اقرار کرتا ہوں کہ جہانتک میری طاقت اور سمجھ ہے تمام گناہوں سے بچتا رہونگا اور **دین کو دنیا پر مقدم** رکھونگا - استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ (۳ بار) رب انی ظلمت نفسی و اعترفت بذنبی فاغفرلی ذنوبی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت - ای میرے رب میں نے اپنی جان پر ظلم کیا - اور اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں میرے گناہ بخش کہ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہیں

(پھر اسکے بعد آپ معہ حاضرین مجلس بیعت کنندہ اور اسکے متعلقین کیلئے دعا کرتے ہیں -)

**نوٹ** - بیعت کا اشتہار حضرت امام الزمان نے ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو دیا تھا - نومبر و دسمبر سنہ ۱۹۰۴ء تک اسے ۱۴ سال ہوئے ہیں جبکہ البدر اپنے معنوں کے ساتھ اس چہاردہم سال کی یادگار میں جو اسکی فتح و نصرۃ کا زمانہ ہے - قادیان سے ...

مطبع انوار الاسلام قادیان میں باہتمام منشی محمد افضل و معراجدین چھپ کر شائع ہوا

## مرزا حیرت کے حیرت انگیز مضامین کی حقیقت

### نمبر ۷

**قولہ** جن دل آزار اور فحش الفاظ سے مرزا صاحب کے مرید اور خود مرزا صاحب اپنے مخالفوں کو یاد کرتے ہیں وہ خود اُن کے حق میں زہر ہلاہل ہیں یہ طریقہ استدلال کسی طرح بھی مستحسن نہیں ہے جتنی گالیاں کہ ایک شخص دے سکتا ہے مرزا صاحب کیطرف سے مخالفوں کو دی گئی ہیں اسی طرح اور اسی وزن کی گالیاں مرزا صاحب نے کھائیں کبھی پہل انکی طرف سے ہوئی اور کبھی ان کے مخالفوں کی طرف سے ایک غیر طرفدار شخص ان گندے مباحثات کو دیکھنے کے بعد کبھی طرفین کی بابت اچھے الفاظ ظاہر نہیں کریگا یہ شرفا کا مسلک نہیں ہوتا کہ ذرا ذرا سی بات میں گالی پر اتر آئے پھر بازاری اور شریفوں میں کیا فرق ہو سکتا ہے گالی گلوچ کا ناپاک دفتر الٹ دیجیئے۔ تکذیب براہین احمدیہ جیسی کتاب انھیں کے طفیل لکھی گئی۔ ہمنے ابتک مرزا صاحب اور ان کے مریدوں کو بُرے الفاظ سے یاد نہیں کیا۔

**اقول** اس مذکورہ بالا تحریر میں حیرت صاحب نے کئی جھوٹھ بولے ہیں۔ پہلا جھوٹھ تو یہ ہے کہ ہمنے اب تک مرزا صاحب اور اُن کے مریدوں کو بُرے الفاظ سے یاد نہیں کیا ہے اس جھوٹھ کا کسی قدر پتہ تو ناظرین کو نمبر ۴ - ۵ سے لگ چکا ہوگا جسمیں حیرت صاحب کے اس اشتہار کی نقل جو سنہ ۹۱ء میں انھوں نے شائع کیا تھا نیز چودھویں صدی اخبار کی نقل شائع ہو چکی ہے ان کے علاوہ ان موجودہ مضامین میں بھی حیرت صاحب نے مفصلہ ذیل الفاظ مرزا صاحب کی بابت استعمال کیے ہیں۔ دریدہ دہنی - نامردانگی - آپ یکا یک ابل پڑے ہیں جیسے چھوٹا ظرف زیادہ پانی سے چھلک جاتا ہے - گوردہ کے رہنے والے - اپنی حیثیت سے آگے قدم نہ بڑھاؤ - اپنا نامہ اعمال سیاہ کیا ہے (افسوس لنگوٹے بندوں کا محاورہ استعمال کرنے کے شوق میں اپنی جبروت کو بھی بھلا دیا) مرزا صاحب کی شرمناک باتیں ان کی وقعت میں فرق آگیا ہے - بھلے آدمی حقارت کر دیکھتے اور ہنستے ہیں ہر ایک برائی اور شرارت کی ایک حد ہوتی ہے مگر آپ کی بے پروائی اور بے اعتدالیوں کی کوئی حد نہ رہی - ذلیل آدمی - کیا بدی اور کیا بدی کا شوربا -

کس برتے پر تتا پانی - تمسے زیادہ ظالم نفس کون ہو سکتا ہے - اپنے حواس خمسہ کی اصلاح کرو - تمھاری مستانہ وار بڑ - تمسے زیادہ خونی آجتک دنیا میں کوئی پیدا نہیں ہوا تم سکندر سرس اور ہولا کو سے بھی بڑھ گئے - اے ظالم انسان تو کیوں لاکھوں مخلوق خدا کی چٹنی کیے جاتا ہے وغیرہ وغیرہ -

کیا یہ مذکورہ بالا فقرات اردو کے علم ادب میں تعظیمی ہیں اور لفظ واہی تباہی جسپر تمنے اعتراض کیا ہے ان کے مقابلہ میں کچھ حقیقت رکھتا ہے -

دوسرا جھوٹھ حیرت صاحب نے لوگوں کے برا بھلا کہنے میں ابتدا کی اور تکذیب براہین انکے طفیل لکھی گئی یہ بالکل سفید جھوٹھ ہے کہ کبھی مرزا صاحب نے بُرا بھلا کہنے میں ابتدا کی ہو براہین کی تکذیب تو براہین کے شائع ہونے کے بعد بیشک لکھی گئی لیکن براہین سے پہلے جو کتب شائع ہوئی ہیں اور جنکا جواب براہین میں دیا گیا ہے افسوس حیرت صاحب نے عمداً اُن کا خیال نہیں کیا معلوم ہوتا ہے کہ وہ فاسدانہ خیالات جنمیں حیرت صاحب مبتلا ہیں ایسے امور کیطرف انھیں پہونچنے نہیں دیتے وہ کتب جنکی عبارات کو براہین میں مدنظر رکھا گیا ہے بکثرت ہیں منجملہ ان کے چھ مفصلہ ذیل ہیں۔

(۱) دافع البہتان مصنفہ پادری انگلین صاحب مطبوعہ سنہ ۱۸۴۵ء
(۲) - رسالہ مسیح الدجال سنہ ۱۸۷۳ء
(۳) سیرت المسیح والمحمد سنہ ۱۸۹۳ء
(۴) تفتیش الاسلام سنہ ۱۸۶۰ء
(۵) پاداش اسلام سنہ ۱۸۷۶ء
(۶) ستیارتھ پرکاش سنہ ۱۸۷۵ء

ان مذکورہ بالا کتب میں جو دل آزار الفاظ استعمال کیے گئے ہیں اُن سے زیادہ آیندہ لکھے ہی نہیں جا سکتے لیکن اسوقت بنظر آ سکتے ہیں جب حیرت صاحب ٹھنڈے دل سے انصاف سے کام لیں +

اب ہم یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ حیرت صاحب نے جو یہ لکھا ہے کہ یہ شرفا کا مسلک نہیں ہوتا ہے کہ ذرا ذرا سی بات میں گالی پر اُتر آئے آیا حیرت صاحب نے کس قسم کا شریفانہ مسلک اختیار کر رکھا ہے اسکے لیئے میں مفصلہ ذیل فہرست پیش کر کے حیرت صاحب سے یہ دریافت کرتا ہوں کہ کیا آپکا شریفانہ مسلک اسی قسم کا ہوتا ہے جو اس فہرست سے ظاہر ہے

نقل کفر کفر نباشد

## سرسید - حالی اور انکے ہمخیالونکی بابت مرزا حیرت صاحب کی گالی گلوچ -

چاروں طرف کی پھٹکار اور عالم کی تف تف سے انھیں غرض نہیں مکر و حیلہ کا جال بچھایا ہوا ہے اس سے تمام جہانکی بلائیں پناہ مانگتی ہیں تمام دنیا کے عیب بناہ ڈھونڈتے ہیں وہ پیر پُرفن حیلہ ساز ہے سراسر جہل مرکب ہے بھانڈوں اور ہیجڑوں کو بیٹھنوں میں علحدہ بٹھانے والا ہے پھکڑ بازی ہیں کسبیوں کے کان کتر دیے شوخیاں کرنے والا۔

(مسدس صفحہ ۲ و ۳) دروغ اور فریبونکا عامل پیر نیچر کا گرگا صفحہ ۹ شقاوت میں نارود کا فخر ضلالت میں فرعون سے بڑھ کر انکا ٹھکانہ دوزخ ہے ذلت میں گرفتار ہیں۔

صفحہ ۲۳ - انپر تف ہے۔ صفحہ ۲۴ مدار فرقہ خفاش ہے ۲۵ جہل مرکب ہے نہ انمیں کوئی خوبی ہے نہ کوئی ان میں عاقل ہے ۲۸ - انکی گردنوں میں جہالت کے طوق ہیں ۲۹ - ابلیس سے ہر صفت میں بڑھ کر ہے اسکے مقتدی ہیں ملکہ رہبر ہیں اور اکفر ہیں ۳۳ صفحہ انھوں نے کسبیوں کا پیسہ بھی نہیں چھوڑا ہے طبیلچی کے فرقہ پر مرتے ہیں ۳۴ + حالی انکا شاگرد ہے جسکا دفتر سنڈاس سے بدتر ہے ۴۰ + ایسی شعر کہنے پر لعنت ہے ۴۱ + ریا کے بندے شرم و حیا کے دشمن ہیں جہالت انکی پوشاک ہے ۴۴ + اسکا پیشوا شیطان ہے جہنم اسکا ٹھکانا ہے ۶۳ + سید کے چھوٹے سے چھوٹے شاگرد بھی ابلیس ہیں اور اس سے چھوٹا ہونا ناممکن ہے - ۶۵ اس ملعون قوم کا بانی جاہل ہے اور حالی ہے ۱۹ صفحہ

مسدس حصہ دوم - وہ جو کچھ کرتے ہیں شیطان بھی اس سے شرماتا ہے صفحہ ۵۴ - بڑے لالچی اور بیڈھب ہیں شیطان بھی ان سے پناہ مانگتا ہے ۵۵ + فرقہ کا فرقہ گمراہ ہے جنکا رہبر شیطان کا دادا ہے ۵۶ + انکی نہ لیاقت ہے نہ ادب ہے صرف دنیا کمانی کا ڈھب ہے پھٹکار کی گھٹا انپہ چھا رہی ہے دنیوی لعنت برس رہی ہے کفر میں کافرونکے برابر ہیں ۵۷ + در در بھکاریونکی طرح پھرتے ہیں حماقت کے پتھر سے سر پھوڑتے ہیں انپر خدا کی پھٹکار ہے دنیا میں نحوست کلفت اور نکبت انھیں سے ہے ۷۱ + سید پر لعنت ۱۲۸ + اس مسدس کے علاوہ سوانح سعدی میں بھی جا بجا مفصلہ ذیل الفاظ استعمال کیے ہیں حالی کی اینٹ البحر اسکی ہرزہ درائی وہ جلے پھپھولے پھوڑتا ہے سیرۃ الرسول میں لکھا ہے سید ناپاک آزاد بکا بیچ پوچ والا وغیرہ وغیرہ - اسکے بعد وہ کرزن گزٹ میں جو سلسلہ سرسید کی تردید کا قائم کیا تھا اسمیں بھی ایسے ہی الفاظ

# ملفوظات احمدیہ

۱۲ تاریخ مئی ۱۹۰۴ء بوقت ۸ بجے بمقام کچہری گورداسپور درخت جامن کے نیچے بیٹھے ہوئے حکیم نور محمد صاحب نے ذکر کیا کہ...... ایک شخص نے مجھسے دریافت کیا تھا کہ آپ کے لوگ احمدی جماعت جو یہ کہتے ہیں کہ طاعون سے ہم بچے رہیں گے اسکی وجہ کیا ہے حکیم صاحب نے اسکے جواب میں جو کچھ اس سے تقریر کی تھی وہ سنائی پھر اسپر حضرت اقدس نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔

## قادیان پر طاعون

ان من قریۃ الا نحن مھلکوھا او معذبوھا عذابا شدیدا۔ یعنے طاعون کا عذاب دو طرح پر ہوگا کوئی بستی اس سے خالی نہیں رہے گی۔ بعض تو ایسی ہونگی کہ جنکو ہم بالکل ہلاک کر دینگے یعنے وہ اجڑ کر بالکل غیر آباد ہو جائینگی اور ویرانہ اور کھنڈر (اجڑے ہوئے کھنڈرات) ہو جائینگی۔ انکا کوئی نشان بھی نہ رہے گا۔ لوگ تلاش کرتے پھرینگے کہ اسجگہ فلاں بستی آباد تھی۔ لیکن پتہ بھی نہ ملے گا۔ گویا طاعون وہاں جاروب دیکر اسکو دنیا سے صاف کر دیگی اور کوئی آثار اسکے نہ چھوڑیگی بعض قریئے ایسے ہونگے کہ جنکو کم و بیش عذاب کر کے چھوڑ دیا جائے گا۔ اور صفحہ دنیا سے انکا نام نہ مٹایا جائے گا۔ صرف سرزنش کے طور پر کچھ عذاب انپر نازل کیا جائے گا اور تازیانہ کر کے عذاب ہٹا لیا جائیگا دوسرے سبب سے شہر فنا ہونگے مگر وہ فنا نہ ہونگے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے قادیان کو اسی قسم میں شامل کیا ہے اور اس الہام انہ اوی القریہ سے مراد یہی ہے کہ اور بستیوں کی طرح ہمارے گاؤں کو طاعون جارف بالکل تباہ نہ کریگی کہ لوگ تلاش کرتے پھریں کہ کہاں قادیان واقعہ تھی اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ ان بستیوں کی طرح خدا اسکو تباہ نہ کریگا بلکہ یہ بچی رہے گی الا بطور تازیانہ کچھ سزا دے کر اسکو بچا لیا جائیگا ہم نے بار بار مجلسوں میں بیان کیا ہے اور لکھا ہے کہ (انہ اوی القریۃ) سے یہ مراد ہے کہ خدا نے اس قریہ کو پناہ دیدی ہے کہ وہ طاعون جارف سے بچی رہے اور بالکل فنا نہ ہو خدا نے یہ وعدہ نہیں کیا کہ باوجود گنہگار ہونے کے اللہ تعالیٰ بغیر عذاب کے چھوڑ دے ایک طرف تو قرآن میں یہ لکھا ہے کہ طاعون سے کوئی بستی خالی نہیں رہیگی۔ اور طاعون کی وجہ صرف یہی ہے جو ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم کے الہام سے ظاہر ہے یعنے جب لوگوں نے اپنے افعال اور اعمال سے غضب الٰہی کے جوش کو بھڑکایا اور بدعملیوں سے اپنی حالتوں کو ایسا بدل لیا کہ خوف خدا اور تقویٰ و طہارت کی ہر ایک راہ کو چھوڑ دیا اور بجائے اسکے طرح طرح کے فسق و فجور کو اختیار کر لیا اور خدا پر ایمان سے بالکل ہاتھ دھو دیا دہریت اندھیری رات کیطرح دنیا پر محیط ہو گئی اور اللہ تعالیٰ کے نورانی چہرے کو ظلمت کے نیچے دبا دیا تو خدا نے اس عذاب کو نازل کیا تا لوگ خدا کے چہرے کو دیکھ لیں اور اسکی طرف رجوع کریں۔ بعض بستیاں مہلکوھا میں داخل ہو کر بالکل فنا ہو جائینگی۔ اور بعض معذبوھا میں داخل ہونگی لیکن خالی کوئی نہ رہیگی۔ یہی قادیان مہلکوھا میں داخل نہ ہوگی یہی مراد الہام انہ اوی القریۃ سے ہے گناہوں کی سرزنش کرنیکے لیئے خدا نے یہاں بھی طاعون نازل فرمائی۔ خدا تو فرماتا ہے کہ لولا الاکرام لھلک المقام۔ یعنے قادیان مہلکوھا میں داخل کر دیا جاتا لیکن صرف تمہاری تکریم اور تعظیم سے اسکو مہلکوھا میں داخل نہیں کیا گیا جو بچے ہیں اور جو بچیں گے وہ تمہارے اکرام کیوجہ سے بچیں گے یہ تو قرآن کے بالکل مخالف ہے کہ قادیان عذاب طاعون سے بالکل محفوظ رہے۔ ایک طرف تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم۔ دوسری طرف انہ اوی القریۃ کے اگر یہ معنے ہوں کہ قادیان بالکل بچ گئی تو ان دونوں کے درمیان تضاد واقعہ ہوتا ہے۔ دو ضدیں جمع نہیں ہو سکتیں ہم نے کبھی انہ اوی القریۃ کے یہ معنے نہیں سمجھے۔ طاعون تو دنیا کی ہر ایک بستی میں آئیگی یہ بھی عجیب بات ہے کہ جہاں کسی نے دعوٰی کیا کہ فلاں مقام میں طاعون نہیں تو اسی جگہ وہ ظاہر ہو جاتی ہے۔ دہلی والوں نے بڑے زور سے لکھا تھا کہ دو وجوہ سے وہاں طاعون نہیں آئی اور نہ آئیگی ایک وجہ تو یہ ہے کہ وہاں کے لوگ بہت صفائی رکھتے ہیں دوسرے مچھر وہاں نہیں ہوتے اب گزٹوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں بھی طاعون آ گئی لاہور کی نسبت کہا جاتا تھا کہ اسکی سرزمین میں ایسے اجزا ہیں کہ اسمیں طاعونی کیڑے زندہ نہیں رہ سکتے۔ لیکن وہاں بھی طاعون نے آن ڈیرا ڈالا ہے ابھی لوگوں کو معلوم نہیں ہے لیکن سال ڈیڑھ سال کے بعد لوگ دیکھیں گے کہ کیا ہوگا۔ کئی لوگ بالکل تباہ ہو جائینگے۔ دنیا سے انکا نام و نشان مٹ جائے گا اور انکے آثار تک باقی نہ رہیں گے لیکن یہ حالت کبھی قادیان پر وارد نہ ہوگی۔

یہ ایک لمبی بیماری ہے عمروں تک چلی جاتی ہے بڑے بڑے قطعے اسی نے برباد کر کے جنگل کر دیئے۔ شہر کے شہر ویرانے بنا دیئے۔ سینکڑوں کوس ایسے غیر آباد کیئے کہ جانور بھی زندہ نہ رہے اسکے آگے تو بڑے بڑے شہر بھی کچھ حقیقت نہیں رکھتے۔ بڑے سے بڑے آباد شہر کو بھی اگر چاہے تو دو تین دن میں صاف کر سکتی ہے۔

## تقریر حضرت اقدس۔ واقعہ

۱۳ مئی ۱۹۰۴ء

بوقت شام بمقام گورداسپور بحاضری مولوی الٰہی بخش صاحب جج وغیرہ آمدہ از بنارس

جب اللہ تعالیٰ کیطرف سے کوئی مامور آتا ہے تو لوگ عموماً اسکی طرف سے بے پرواہی کرتے ہیں اور اکابر اور علماء تو خصوصیت سے اسکی طرف توجہ کرنا عیب سمجھتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ غنی ہے اور مرسل اور مامور چونکہ ایک خدمت پر اللہ تعالیٰ کے حکم سے مقرر ہوتے ہیں وہ بھی بے پرواہ ہوتے ہیں اور اپنے آپ کو دنیا کا محتاج نہیں سمجھتے بلکہ جیسے وہ ذات الٰہی کا مظہر ہوتے ہیں ایسے ہی اسکی ذات سے غنا کا حصہ بھی لیتے ہیں ہر ایک شخص جو ........ مامور بنکر دنیا میں خدا کیطرف سے آتا ہے اسکو ایک خاص قسم کی ہمت اور حوصلہ عطا کیا جاتا ہے اور عزم میں ایک رسا جزم اور استقلال عطا کیا جاتا ہے۔ یہ لوگ بڑا حوصلہ رکھتے ہیں۔ ہم اپنی طرف سے کسی پر اثر نہیں ڈال سکتے انسان تو ایک انسان پر اثر نہیں ڈال سکتا یہ محض اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے کہ ہزارہا بلکہ لاکھوں آدمیوں کو کھینچے لیئے آتا ہے یہاں کسی بناوٹ کی کوئی ضرورت نہیں۔ بیس برس سے زیادہ ہوئے ہیں کہ خدا نے مجھے الہام کیا تھا کہ ینصرک رجال نوحی الیھم۔ یاتیک من کل فج عمیق یاتون من کل فج عمیق۔ ولا تصعر لخلق اللہ ولا تسئم من الناس۔ یعنے ہم لوگوں کے دلوں میں وحی کرینگے اور وہ تیری مدد کرینگے بڑے بڑے دور دراز راہوں سے تیرے پاس لوگ آئینگے تم خلق کے ہجوم سے جو تیرے گرد جمع ہوگی تنگ مت آنا اور لوگوں سے تھکنا مت یہ ایسے وقت کی باتیں ہیں جب میں بالکل گمنام تھا اور کوئی آدمی میرے ساتھ نہ تھا۔ میرے گاؤں سے باہر

اگر طاعون یونہی پڑتی چا

کوئی بھی مجھے جانتا نہ تھا - اور کوئی انسان اسباب پر یقین نہیں لا سکتا کہ ایسی کشش ہو گی کہ وہ قادیان جیسی گمنام بستی میں دور دراز سے کھینچے ہوئے چلے آئیں گے سو ہم دیکھ رہے ہیں کہ خدا کے کلمات کس طرح صفائی سے پورے ہو رہے ہیں - ایسے ایسے علاقوں سے لوگ آتے ہیں کہ جہاں ہمارے وہم و گماں میں بھی ہماری تبلیغ کا نام و نشان نہیں ہوتا - اور اس عقیدت اور اخلاص سے آتے ہیں کہ ہم کو انکے اخلاص و عقیدت پر رشک آتا ہے اسی طرح اللہ تعالے نے مجھے فرمایا ہوا ہے کہ اذا جاء نصر اللہ والفتح - وانتہی امر الزمان الینا - الیس ہذا بالحق یعنی عنقریب ایک زمانہ آنیوالا ہے کہ تجھے اللہ تعالے نصرت اور فتح دیگا اور ہماری طرف زمانہ کا امر انتہا پاوے گا تو اسوقت کہا جائیگا کیا یہ سچ نہیں یعنے اس سلسلہ کی صداقت پر زمانہ گواہی دے اٹھیگا - ایک جگہ یہ بھی فرمایا ہے کہ لوگ تیری ترقی کے روکنے کی کوشش کرینگے لیکن ہم تیری مدد کریں گے اور دشمن تیری راہ میں طرح طرح کی رکاوٹیں ڈالیں گے مگر ہم انکو دور کریں گے اور وہ تیرے نابود کرنیکے منصوبے کرینگے سو ہم دیکھتے ہیں کہ چوبیس برس کی پیشگوئیاں پوری ہو رہی ہیں - ہر ایک شخص جو ہمارے پاس آتا ہے وہ اس پیشگوئی کو پورا کرتا ہے -

ہماری تدابیر یہی دعا ہے - دعا ہی ایک ہتھیار ہے جس سے مومن ہر ایک کام میں فتح پا سکتا ہے - اللہ تعالے نے مومن کو دعا کرنیکی تاکید فرمائی ہے - بلکہ وہ دعا کا منتظر رہتا ہے ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالے ہماری دعاؤں کو خاص فضل سے قبول فرماتا ہے - دعا سے انسان ہر ایک بلا اور مرض سے بچ جاتا ہے مینے ایک دفعہ ایک اخبار پڑھا تھا کہ ایک تھانہ دار کے ناخن میں پنسل کا ایک ٹکڑا کسی طرح سے چبھ گیا پنسل میں کچھ زہر بھی ہوتا ہے تھوڑی دیر میں اس انگوٹھے کے ہاتھ میں ورم ہونا شروع ہو گیا - بڑھتے بڑھتے ورم اسقدر بڑھ گیا کہ کہنی تک جا پہونچا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا سہ چند بوجھ ہو گیا ہے - فوراً ڈاکٹر کو بلایا گیا - ڈاکٹر نے کہا کہ اس بازو میں زہر اثر کر گیا ہے تم اگر اسکو کٹا دینے پر راضی ہو تو جان بچ جائیگی ورنہ نہیں وہ تھانہ دار کٹانے پر راضی نہوا اسکے بعد تھوڑے ہی عرصہ میں مر گیا - ہمارے بھی ایک دفعہ اسی طرح ناخن میں پنسل لگ گئی ہم سیر کرنے گئے تو دیکھا کہ ہمارے ہاتھ میں بھی ورم ہونا شروع ہو گیا ہے تو ہمیں وہ قصہ یاد آ گیا - مینے اسی جگہ مینے دعا شروع کر دی گھر پہنچنے تک برابر دعا ہی کرتا رہا تو دیکھتا کیا ہوں کہ جب میں گھر پہنچا تو ورم کا نام و نشان تک بھی نہ تھا پھر مینے لوگوں کو دکھایا اور سارا قصہ بیان کیا - اسی طرح ایک دفعہ میرے دانت کو سخت درد شروع ہو گیا - مینے لوگوں سے ذکر کیا تو ڈاکٹر نے صلاح دی کہ اسکو نکلوا دینا بہتر ہے - مینے نکلوانا پسند نہ کیا اور دعا کیطرف رجوع کیا تو الہام ہوا واذا مرضت فہو یشفین - واسکے بعد ہی اس درد کو بالکل آرام ہو گیا - اب اس کو قریباً پندرہ سال ہو گئے ہیں - اسی سے ثابت ہوتا ہے کہ انسان کے ایمان کے موافق اسباب سے نفرت ہو جاتی ہے جسقدر ایمان کامل ہوتا ہے اسی قدر اسباب سے نفرت ہوتی جاتی ہے - حقیقت میں دیکھا گیا ہے کہ دنیا بڑے دھوکے میں پڑی ہوئی ہے - جن باتوں کو اپنی ترقی کے ذریعہ سمجھی بیٹھی ہے اصل میں وہی ذلت کا موجب ہوتی ہیں - دنیاوی عزت بڑھانے اور عروج و مالداری حاصل کرنیکے لئے طرح طرح کے فریب و دجل اور دھوکے استعمال کرتے ہیں اور طرح طرح کی بے ایمانیوں سے اپنے مقاصد حاصل کرنیکی کوشش کرتے رہتے ہیں - انہیں مکاریوں کو اپنی مرادوں کا ذریعہ سمجھے ہوتے ہیں یہاں تک کہ بڑے فخر سے اپنی کامیابیونکا دوستوں میں ذکر کرتے ہیں اور اپنی اولاد کو بھی یہی تعلیم کرتے ہیں لیکن اگر نظرِ انصاف اور معرفت سے دیکھا جاوے تو انکے یہ طریق کوئی راحت نہیں بخشتے جب پوچھو تو شاکی اور نالاں ہی نظر آتے ہیں اور کبھی راحت اور طمانیت انکے حال سے ظاہر نہیں ہوتی - طمانیت کی رویت بجز فضلِ خدا کے نہیں ہوتی جب تک انسان اللہ تعالے پر کامل ایمان نہیں رکھتا اور اسکے وعدوں پر سچا یقین نہیں کرتا اور ہر ایک مقصود کا دینے والا اسی کو نہیں سمجھتا اور کامل صلاح اور تقوی اختیار نہیں کر لیتا تو اسوقت تک وہ حقیقی راحت دستیاب نہیں ہو سکتی - اللہ تعالے فرماتا ہے وھو یتولی الصالحین - یعنے جو صلاحیت اختیار کرتے ہیں خدا انکا متولی ہو جاتا ہے - انسان جو متولی رکھتا ہے اسکے بہت بوجھ کم ہو جاتے ہیں بہت ساری ذمہ واریاں گھٹ جاتی ہیں بچپن میں ماں بچے کی متولی ہوتی ہے تو بچے کو کوئی فکر اپنی ضروریات کا نہیں رہتا - وہ خود ہی اسکی ضروریات کی کفیل ہوتی ہے اسکے کپڑوں اور کھانے پینے کے خود ہی فکر میں لگی رہتی ہے اسکی صحت قائم رکھنے کا دھیان اسی کو رہتا ہے اسکو نہلاتی اور دھلاتی ہے اور کھلاتی اور پلاتی ہے یہاں تک کہ بعض وقت اسکو مار کر کھانا کھلاتی اور پانی پلاتی اور کپڑا پہناتی ہے - بچہ اپنی ضرورتوں کو نہیں سمجھتا بلکہ ماں ہی اسکی ضرورتوں کو خوب سمجھتی اور انکو پورا کرنے کے خیال میں لگی رہتی ہے اسیطرح جب ماں کی تولیت سے نکل آتے تو انسان کو بالطبع ایک متولی کی ضرورت پڑتی ہے طرح طرح سے اپنے متولی اور لوگوں کو بناتا ہے جو خود کمزور ہوتے ہیں اور اپنی ضروریات میں غلطاں ایسے ہوتے ہیں کہ دوسرے کی خبر نہیں لے سکتے - لیکن جو لوگ ان سب سے منقطع ہو کر اس قسم کا تقوی اور اصلاح اختیار کرتے ہیں انکا وہ خود متولی ہو جاتا ہے اور انکے ضروریات اور حاجات کا خود ہی کفیل ہو جاتا ہے انہیں کسی بناوٹ کی ضرورت ہی نہیں رہتی وہ اسکے ضروریات کو ایسے طور سے سمجھتا ہے کہ یہ خود بھی اسطرح نہیں سمجھ سکتا - اور اسپر اسطرح فضل کرتا ہے کہ انسان خود حیران رہتا ہے - گرسنہ ستانی بہ ستم مے رسد والی نوبت ہوتی ہے - لیکن انسان بہت سے زمانے پالیتا ہے جب اسپر ایسا زمانہ آتا ہے کہ خدا اسکا متولی ہو جائے یعنے اسکو خدا کی تولیت حاصل کرنیسے پہلے کئی متولیوں کی تولیت سے گذرنا پڑتا ہے جیسا خدا فرماتا ہے قل اعوذ برب الناس ملک الناس اله الناس من شر الوسواس الخناس الذی یوسوس فی صدور الناس من الجنة والناس - پہلے حاجت ماں باپ کی پڑتی ہے پھر جب بڑا ہوتا ہے تو بادشاہوں اور حاکموں کی حاجت پڑتی ہے پھر جب اس سے آگے قدم بڑھاتا ہے اور اپنی غلطی کا اعتراف کرتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ جنکو مینے متولی سمجھا ہوا تھا وہ خود ایسے کمزور تھے کہ انکو متولی سمجھنا میری غلطی تھی کیونکہ انہیں متولی بنانے میں نہ تو میری ضروریات ہی حاصل ہو سکتی تھیں اور نہ ہی وہ میرے لئے کافی ہو سکتے تھے پھر وہ خدا کیطرف رجوع کرتا ہے اور ثابت قدمی دکھانیسے خدا کو اپنا متولی پاتا ہے اسوقت اسکو بڑی راحت حاصل ہوتی ہے اور ایک عجیب طمانیت کی زندگی میں داخل ہو جاتا ہے - خصوصاً جب خدا کسی کو خود کہے کہ میں تیرا متولی ہوا - تو اسوقت جو راحت اور طمانیت اسکو حاصل ہوتی ہے وہ ایسی حالت پیدا کرتی ہے کہ جسکو بیان نہیں کیا جا سکتا - یہ حالت تمام تلخیوں سے پاک ہوتی ہے - دنیاوی حالتوں میں انسان تلخی سے خالی نہیں ہو سکتا - دشت دنیا کانٹوں اور تلخیوں سے بھری ہوئی ہے - سو

دشتِ دنیا جز دد و جز دام نیست
جز بخلوتگاہِ حق آرام نیست

جنکا اللہ تعالے متولی ہو جاتا ہے وہ دنیا کے آلام سے نجات پا جاتے ہیں اور ایک سچی راحت اور طمانیت

کی زندگی میں داخل ہو جاتے ہیں انکے لئے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے **ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب** جو شخص تقویٰ اختیار کرتا ہے اسکو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہر ایک بلا اور الم سے نکال لیتا ہے اور اسکے رزق کا خود کفیل ہو جاتا ہے اور ایسے طریق سے دیتا ہے کہ جو وہم اور گمان میں بھی نہیں آسکتا۔

دنیا میں کئی قسم کے جرائم ہوتے ہیں۔ بعض جرائم **قانون** کی حد میں آسکتے ہیں اور بعض قانون کی حد میں بھی نہیں آسکتے۔ گناہ خون اور نقب زنی وغیرہ جب کرتا ہے تو انکی سزا قانون سے پا سکتا ہے۔ لیکن جھوٹ وغیرہ جو معمولی طور پر بولتا ہے یا بعض حقوق کی رعایت نہیں رکھتا وغیرہ ایسی باتیں ہوتی ہیں جنکے لئے **قانون** تدارک نہیں کرتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے خوف سے اور اسکو راضی کرنیکے لئے جو شخص ہر ایک بدی سے بچتا ہے اسکو **متقی** کہتے ہیں۔ یہ وہی متقی ہے جسکی آج عدالت میں بحث تھی۔ ایک مولوی عدالت میں از طرف کرم دین مستغیث گواہ تھا اور اسپر جب جرح تھی اثنائے جرح میں اسنے بحلف بیان کیا کہ ایک شخص زنا بھی کرے۔ جھوٹ بولے۔ یا خیانت کرے۔ دغا دے۔ فریب کرے وغیرہ وغیرہ تو پھر بھی وہ **متقی** ہی رہتا ہے اللہ تعالیٰ تو متقی کے لئے وعدہ کرتا ہے کہ من یتق اللہ یجعل لہ مخرجا یعنے جو اللہ تعالیٰ کے لئے تقویٰ اختیار کرتا ہے تو ہر مشکل سے اللہ تعالیٰ اسکو رہائی دیدیتا ہے لوگوں نے تقویٰ کے چھوڑنے کے لئے طرح طرح کے بہانے بنا رکھے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ جھوٹ بولے بغیر ہمارے کاروبار نہیں چل سکتے اور دوسرے لوگوں پر الزام لگاتے ہیں کہ اگر سچ کہا جائے تو وہ لوگ ہمیر اعتبار نہیں کرتے پھر بعض لوگ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ سود دینے کے بغیر ہمارا گذارہ نہیں ہو سکتا۔ ایسے لوگ کیونکر متقی کہلا سکتے ہیں خدا تعالیٰ تو وعدہ کرتا ہے کہ میں متقی کو ہر ایک مشکل سے نکالونگا اور ایسے طور سے رزق دونگا جو گمان اور وہم میں بھی نہ آسکے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو لوگ ہماری کتاب پر عمل کریں گے انکو ہر طرف سے اوپر سے اور نیچے سے رزق دونگا پھر فرمایا ہے کہ **من رزقکم فی السماء** جسکا مطلب یہی ہے کہ رزق تمہارا تمہاری اپنی محنتوں اور کوششوں اور منصوبوں سے وابستہ نہیں وہ اس سے **بالا تر** ہے۔ یہ لوگ ان وعدوں سے فائدہ نہیں اٹھاتے اور تقویٰ اختیار نہیں کرتے۔ جو شخص تقویٰ اختیار نہیں کرتا وہ معاصی میں غرق رہتا ہے اور بہت ساری رکاوٹیں اسکی راہ میں حائل ہو جاتی ہیں۔ لکھا ہے کہ ایک **ولی اللہ** کسی شہر میں رہتے تھے انکی ہمسائگت میں ایک دنیادار بھی رہتا تھا۔ ولی ہر روز تہجد پڑھا کرتا تھا۔ ایک دفعہ دنیادار کے دل میں خیال آیا کہ یہ شخص جو ہر روز تہجد پڑھا کرتا ہے میں بھی تہجد پڑھوں غرض یہی ارادہ مصمم کر کے وہ ایک رات اٹھا اور تہجد کی نماز پڑھی اسکو تہجد پڑھنے سے اسقدر تکلیف ہوئی کہ کمر میں درد شروع ہو گیا اس ولی اللہ کو خبر ملی کہ رات انکے دنیادار ہمسایہ نے تہجد کی نماز پڑھی تھی تو اسکے سبب سے اسکے کمر میں درد ہونے لگا ہے وہ عیادت کے لئے آیا اور اس سے حال پوچھا دنیادار نے کہا کہ میں آپکو دیکھا کرتا تھا کہ آپ ہر رات تہجد پڑھتے ہیں میرے خیال میں بھی آیا کہ میں بھی تہجد پڑھوں سو آج رات میں تہجد پڑھنے اٹھا اور یہ مصیبت مجھپر آگئی اسنے جواب میں کہا کہ تجھے اس فضول سے کیا۔ پہلے چاہیئے تھا کہ تو اپنے آپکو صاف کرتا اور پھر تہجد کا ارادہ کرتا۔ اللہ تعالیٰ کی اجابت بھی **متقین** کے لئے ہے چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **انما یتقبل اللہ من المتقین** درحقیقت جبتک انسان تقویٰ اختیار نہ کرے اسوقت تک اللہ تعالیٰ اسکی طرف رجوع نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات بے نظیر صفات ہیں جو لوگ اسکی راہ پر چلتے ہیں انہیں کو اس سے اطلاع ملتی ہے اور وہی اس سے مزہ پاتے ہیں خدا سے رشتہ میں اسقدر شیرینی اور لذت ہے کہ کوئی پھل ایسا شیریں نہیں ہوتا۔ خدا تعالیٰ سے جلدی کوئی شخص خبرگیراں نہیں ہو سکتا پھر جسکا خدا متولی ہو جاتا ہے اسکو کئی فائدے ہوتے ہیں ایک تو وہ طمانیت کی زندگی میں داخل ہو جاتا ہے اور وہ راحت پاتا ہے جو کسی دنیادار کو نصیب ہونا ناممکن ہے اور ایسی لذت پاتا ہے جو کہیں دوسری جگہ نصیب نہیں ہو سکتی اور اسکا متولی ایسا زبردست ثابت ہوتا ہے کہ ہر ایک مشکل سے بہت جلدی نکالتا اور خبرگیری کرتا ہے۔

یہ لوگ بالکل بیہودہ جھگڑوں میں پڑے ہوئے ہیں جھوٹی باتوں کی پیروی کرتے ہیں۔ نماز اگر پڑھتے ہیں تو ریا کے لئے پڑھتے ہیں۔ وہ نماز جو آنحضرت صلعم نے سکھلائی تھی وہ نہیں پڑھتے یہ وہ نماز ہے جسکے پڑھنے سے انسان **ابدال** میں داخل ہو جاتا ہے۔ گناہ اسکے دور ہو جاتے ہیں دعائیں **قبول** ہوتی ہیں انسان خدا کا قرب حاصل کر لیتا ہے۔ **احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا آمنا وہم لا یفتنون** لوگ یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ صرف منہ سے کہدینا کہ ہم ایمان لے آئے ہیں کافی ہے اور کوئی امتحانی شکل پیش نہ آئے گی یہ بالکل غلط خیال ہے۔ اللہ تعالیٰ مومن پر ابتلا بھیجکر امتحان کرتا ہے۔ تمام راستبازوں سے خدا کی یہی سنت ہے وہ مصائب اور شدائد میں ضرور ڈالے جاتے ہیں۔ مصائب بھی دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک تو وہ مصائب ہیں جو زیر سایہ شریعت ہوتے ہیں۔ انسان احکام کی تعمیل کیلئے انقطاع حاصل کرنا چاہتا ہے اور اسطرف ہر ایک دنیا کا تعلق میں جو کشش ہے وہ اسکو اپنی طرف کھینچتی ہے بیوی بچے۔ دوست۔ دنیا داری رسوم کے تعلقات چاہتے ہیں کہ ہماری کشش کا اسپر ایسی ہو کہ وہ ہماری طرف کھنچا چلا آوے اور ہم میں ہی محو رہے تعمیل احکام کی کشش انسے انقطاع کا تقاضا کرتی ہے ان سب کا چھوڑنا ایک موت کا سامنا ہوتا ہے۔

ہمارا یہ مطلب تو نہیں کہ ان سب کو اسطرح چھوڑے کہ انسے کوئی تعلق ہی نہ رکھے۔ ایک طرف بیوی بیوہ کیطرح ہو جاوے۔ اور بچے یتیموں کی طرح ہو جائیں۔ قطع رحم ہو جائے بلکہ ہمارا مطلب یہ ہے کہ بیوی بچوں کا پورا تعہد کرے انکی پرورش پورے طور سے کرے اور حقوق ادا کرے۔ صلہ رحم کرے لیکن دل انہیں اور اسباب دنیا میں نہ لگاوے۔ دل بایار۔ دست بکار رہے اگرچہ یہ بات بہت نازک ہے مگر یہی سچا انقطاع ہے جسکی مومن کو ضرورت ہے وقت پر خدا کیطرف ایسا آجاوے کہ گویا وہ ان سے کورا ہی تھا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی نسبت لکھا ہے کہ حضرت امام حسین صاحب نے ایکدفعہ سوال کیا کہ آپ مجھے محبت کرتے ہیں۔ حضرت علی نے فرمایا۔ ہاں۔ پھر پوچھا آپ اللہ سے محبت رکھتے ہیں حضرت علی نے فرمایا۔ ہاں۔ حضرت حسین علیہ السلام نے اسپر بڑا تعجب کیا اور کہا کہ ایک دل میں دو محبتیں کسطرح جمع ہو سکتی ہیں پھر حضرت حسین علیہ السلام نے کہا کہ وقت مقابلہ پر آپ کس سے محبت کریں گے فرمایا اللہ سے۔ غرض انقطاع انکے دلوں میں مخفی ہوتا ہے اور وقت پر انکی محبت صرف اللہ کے لئے رہ جاتی ہے۔ مولوی عبداللطیف صاحب نے عجیب نمونہ انقطاع کا دکھلایا۔ جب انہیں گرفتار کرنے آئے تو لوگوں نے کہا کہ آپ گھر سے ہو آویں۔ آپ نے فرمایا میرا انسے کیا تعلق ہے۔ خدا سے میرا تعلق ہے سو اسکا حکم آن پہنچا ہے میں جاتا ہوں ہر چیز کی اصلیت امتحان کے وقت ظاہر ہوتی ہے۔ اصحاب رسول اللہ سب کچھ رکھتے تھے زن و فرزند اور اموال اور اقارب سب کچھ انکے موجود تھے

عزتیں اور کاروبار بھی رکھتے تھے مگر انہوں نے اسطرح شہادت کو قبول کیا کہ گویا ایک شیریں پہل انہیں میسّر آگیا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے لئے موت کو پسند کرتے۔ ایک طرف تعہد حقوق عیال و اطفال میں کمال دکھایا اور دوسری طرف ایسا انقطاع ...... کہ گویا وہ بالکل کورے تھے۔ یہانتک کہ اللہ تعالیٰ کے لئے موت کو ...... پسند کرتے۔ کبھی نامردی نہ دکھاتے بلکہ آگے ہی قدم رکھتے۔ ایسی محبت سے وہ حضرت صلعم کے قدموں میں جان دیتے تھے کہ بیوی بچوں کو بلا جیسی سمجھتے تھے۔ اگر بیوی بچے مزاحم ہوں تو انکو دشمن سمجھتے تھے اور یہی معنے انقطاع کے ہیں آجکل کے رہبانوں کیطرح نہیں کہ بالکل بیوی بچے سے تعلق چھوڑ دے اور سارے جہان سے ایک طرف ہو جائے۔ آسمان پر رہبانیت کے انقطاع کی کچھ قدر نہیں۔ صوفی منقطعین بھی نمونے دکھاتے رہے ہیں کہ بازن و فرزند اور باخدا رہے۔ پھر جب وقت آیا تو زن و فرزند کو چھوڑ اللہ تعالیٰ کیطرف ہوگئے۔ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کیطرف منقطع ہوتے ہیں۔ حضرت ابراہیم ؑ کا حال دیکھئے کیا انقطاع کا نمونہ ان سے ظاہر ہوا۔ جو اپنے آپ کو اللہ کی راہ میں ضایع کرنا چاہتا ہے اللہ اسکو ضایع نہیں کرتا اور اسکا نشان دنیا سے معدوم نہیں کرتا میرا مطلب یہ ہے کہ لوگ اللہ تعالیٰ سے ایسا اخلاص ظاہر کریں اور اسقدر کوشش کریں کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو جائے۔ دوست دوست سے راضی نہیں ہو سکتا جب تک اسکے لئے وفاداری ظاہر اور ثابت نہ ہو۔ کسی کے دو خدمتگار ہوں ایک وفادار اور مخلص ثابت ہو اور اپنے فرائض کو نہ رسم و رواج اور دباؤ سے بلکہ پوری محبت اور وفاداری اور اخلاص سے ادا کرے اور دوسرا ایسا ہو جو بیدلی سے اور رسمی طور پر کچھ کام کرے تو انمیں سے مالک اُسی پہلے پر راضی ہوگا اور اسی کی باتوں کو سنیگا۔ اور اسی پر اعتبار کریگا۔ اور ...... وفادار ہی کو پیار کریگا۔

فیج اعوج کے زمانہ میں تعصب بڑھ گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے من عاد ولیًّا لی ...... فعادالی۔ ان لوگوں کو یہ خیال نہیں کہ انکے تعصب نے انکو خدا سے بالکل دور کر دیا ہے۔ ایک زمانہ آنے والا ہے کہ جسقدر یہ لوگ ہیں وہ سب ہونگے مگر رسمی نماز و لبنے خدا راضی نہیں ہوتا۔ دنیا کی دوست بھی صرف الفاظ سے نہیں بنتے۔ اخلاص کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسلام کا لفظ ہی مسلمان بناتا ہے اسکا مطلب یہی ہے کہ وفاداری اور اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا اور حکموں پر گردن جھکائی جاوے۔ یہ لقب کسی اور ملت کو نہیں دیا گیا۔ اس امت پر یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے۔ اسلام جس بات کو چاہتا ہے وہ اسی جگہ سے اسلام کے ذریعہ سے حاصل ہو جاتا ہے **ولمن خاف مقام ربہ جنتٰن**۔ خدا کے دیدار کے واسطے اسی جگہ سے حواس ملتے ہیں۔ **من کان فی ھٰذہٖ اعمٰی فھو فی الاٰخرۃ اعمٰی**۔ جو یہاں خدا نہیں دیکھتا وہ وہاں بھی نہیں دیکھ سکے گا۔

## ۴ جون ۱۹۰۴ء

ایک شخص کے سوال پر فرمایا کہ نماز اصل میں دعا ہے۔ نماز کا ایک ایک لفظ جو بولتا ہے وہ نشانہ دعا کا ہوتا ہے۔ اگر نماز میں دل نہ لگے تو پھر عذاب کے لئے تیار رہے۔ کیونکہ جو شخص دعا نہیں کرتا وہ سوائے اسکے کہ ہلاکت کے نزدیک خود جاتا ہے اور کیا ہے۔ ایک حاکم ہے جو بار بار اس امر کی ندا کرتا ہے کہ میں دکھیاروں کا دکھ اٹھاتا ہوں۔ مشکل والوں کی مشکل حل کرتا ہوں۔ میں بہت رحم کرتا ہوں۔ بیکسوں کی امداد کرتا ہوں لیکن ایک شخص جو کہ مشکل میں مبتلا ہے اسکے پاس سے گزرتا ہے اور اسکی ندا کی پروا نہیں کرتا نہ اپنی مشکل کا بیان کر کے طلب امداد کرتا ہے تو سوائے اسکے کہ وہ تباہ ہو اور کیا ہوگا۔ یہی حال خدا تعالیٰ کا ہے کہ وہ تو ہر وقت انسان کو آرام دینے کے لئے تیار ہے۔ بشرطیکہ کوئی اس سے درخواست کرے قبولیت دعا کے لئے ضروری ہے کہ نافرمانی سے باز رہے اور دعا بڑے زور سے کرے۔ کیونکہ پتھر پر پتھر زور سے پڑتا ہے تب آگ پیدا ہوتی ہے۔

**الیٰ ربک یومئذ ن المستقر**۔ اس آیت کو قیامت پر چسپان کرنا غلطی ہے۔ کیونکہ اسدن تو خدا کی طرف رجوع کرنا کسی کام نہ آویگا بلکہ یہ اس زمانہ کی حالت ہے کہ طاعون کے بارے میں خواہ کوئی حیلہ حوالہ کریں ہرگز کام نہ آویگا آخر مستقر خدا تعالیٰ ہی ہوگا۔ لوگ جب اُسی کو مانیں گے تب وہ اس سے رہائی دیگا۔ این المفر بھی اسی پر چسپان ہے کیونکہ دوسرے آفات میں تو کوئی نہ کوئی مفر ہوتا ہے مگر طاعون میں کوئی مفر نہیں ہے صرف خدا کی پناہ ہی کام آویگی۔

خدا کیطرف ظلم کبھی منسوب نہیں ہو سکتا۔ جو صادق ہوگا وہ ضرور اپنے صدق سے نفع پاویگا یہ وہی دن ہیں جنکی نسبت کہا گیا ہے **ھٰذا یوم ینفع الصادقین صدقھم**۔

## ۱۵ جون ۱۹۰۴ء

(تہذیب)

صنعت و حرفت میں دسترس حاصل کرنے۔ سیر و سیاحت میں قوم کے افراد کو مشغول رہنے۔ لنڈن ہو آنے۔ مشینوں میں ترقی کرنے وغیرہ کو آج کل تہذیب کے نام سے نامزد کیا جاتا ہے اور جب کسی قوم میں یہ باتیں ہوں تو اسے ایک مہذب قوم کہتے ہیں یہ ذکر ایک صاحب نے حضرت اقدس کی مجلس میں آج کیا اسپر آپ نے فرمایا

کہ جس قوم میں راستی کا پیار نہیں۔ اعمال میں للّٰہیت نہیں اور ریاکاری اور خود پسندی انکا شیوہ ہے اسے مہذب نہیں کہہ سکتے۔ تہذیب کے اصول۔ اخلاص۔ صدق اور توحید ہیں وہ سوائے اسلام کے اور کسی دوسرے مذہب میں نہیں مل سکتے۔ عیسائیوں کو اخلاق کا بڑا ناز ہے مگر انکی جو بات دیکھو اسی میں گند ہے کوئی عمل ہو اسمیں ریاکاری ضرور ہے حالانکہ خُلق وہ ہے جو للہ ہو۔ خدا کی عظمت اسپر ایمان اور نوع انسان کی خدمت یہ باتیں خُلق کی ہیں لیکن یہاں خدا کی جگہ تو ایک یسوع نامی کو دیدی گئی ہے اور مخلوق کے ساتھ جو معاملہ ہے وہ ظاہر ہے۔ بات یہ ہے کہ جب خدا کو شناخت ہی نہیں کیا تو اسپر نظر رکھ کر کسی کی خدمت کیا کر سکتے ہیں سچے خُلق کا برتاؤ بہت مشکل ہے جسکے یہ معنے ہیں کہ ہر ایک قوی کو برمحل برتا جاوے اور خدا سے ڈر کر وہ اپنی حد پر رہیں لیکن ایمان کے سوا یہ باتیں حاصل نہیں ہوتیں۔ ثواب اسکو ملا کرتا ہے جو خدا سے ڈر کر گناہ کو چھوڑتا ہے یا اسکو راضی کرنیکی محنت برداشت کر کے ایک نیکی کو کرتا ہے اور جب تک یہ نیت نہیں ہوتی تب تک ہرگز ثواب نہیں ملتا۔ اگرچہ وہ کام بذات خود نیک ہی ہو۔ ہندو لوگ بتوں کا کیا ذکر کیا کرتے ہیں کتنی محنتیں اٹھاتے ہیں مگر سب کی سب رائیگان جاتی ہیں۔

# حبتر صاحب کے حبتر انگیز مضامین کی حقیقت

## نمبر ۸

شیعوں کی بابت گالی گلوچ - سوانح حضرت عمر میں ہے

روایتیں گندی اور ناپاک ہیں ان کا معدوم سنڈاس میں پھینکنے کے قابل ہے صہ مبتذل ذلیل اور خوار قوم ص۱۳۳ - انکی دینی اور دنیوی جتنی باتیں ہیں سب حد سے زیادہ ناپاک اور خراب اس سے زیادہ خراب اخلاق رکھنے والی کوئی قوم نہیں ہے ۲۳۴ - اسی کتاب کے ص۲۳۳ پر شیعی مجتہد کے حالات چشم دید سخت توہین آمیز بیان کیے ہیں - خلافت شیخین میں لکھا ہے شیعی احادیث مجذوب کی بڑ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی ہیں وہ مجنون کی بکواس اور طوفان بے تمیزی ہیں صفحات ۱۰۰-۱ + جمہوری احادیث ہیں نہ ان کا سر نہ پیر ہے اول سے آخر تک غلط ہیں ان کے مورخ بد نصیب ہیں جنکی روایتیں چڑے چڑیا کی کہانیاں ہیں ص۱۶۱ انکی روایتوں سے جنون اور بد حواسی پائی جاتی ہے ۳۰ - اسی طرح سیر حیات اعظم کے ص۱۲۰ پر شیعوں کو بہت ناپاک الفاظ سے یاد کر کے لکھا ہے کہ شیعوں کے ملا جو رکن سمجھے جاتے ہیں وہ متعہ کی آڑ میں .... اپنی بہو بیٹیوں سے خرچی کمواتے ہیں وغیرہ وغیرہ -

## مولویوں کی بابت گالی گلوچ

مقدمہ تفسیر ص۱۶ مولوی ازلی بدنصیب - حیات سعدی ص۲۳۴ - ۴۰ - شریر ملانے چڑ نا ہنجار بد ذات ظالم ملانے اپنی بد ذاتی سے باز نہیں آتے - حیات طیبہ ۱۷۶ - ملائے دماغ کبھی اس قابل نہیں کہ اتحاد سے کام کرے انہیں خود پسندی بیجا تبختر غیر نتیجہ ضد بلا کی ہوتی ہے مولوی محبوب علی عجیب شخص ہیں صرف یہی دو لفظ کفایت کرتے ہیں کہ وہ ملانے تھے کچھ ضرورت نہیں کہ تمام جہان کا رونا رو بیٹھیں کہ وہ خود پسند تھے خر دماغ تھے متعصب اور کوتاہ اندیش ہیں حاسد اور مسلمانوں کے برباد کرنے والے تھے بس دو لفظی یہ کہدینا کافی ہے کہ وہ ملانا پا ملا تھا +

### کرزن گزٹ مورخہ ۸ اگست ۱۸۹۹ء

یہ لکھنا فضول ہے نہ ہمیں اس سے غرض ہے کہ فلاں ساربان زادہ ہے فلاں باورچی زادہ ہے فلاں تر کوب ہے فلاں جولاہا ہے فلاں قصائی ہے فلاں سائیس ہے مگر اتنا ضرور کہیں گے کہ جو یہ مولوی کر رہے ہیں شریف آدمی کبھی نہیں کرتا جسکو دیکھو چار چار بیبیاں رکھتا ہے دستر خوان پر دیکھو وہ لطیف کھانے پاؤ گے کہ اچھے امیر کو نصیب نہیں عورتیں سونے میں لوٹ رہی ہیں ہزار ہا روپے کا جڑاؤ گہنا سر سے پاؤں تک پہنے ہوے ہیں ایک لوٹ ہے کہ مولوی لوٹ رہے ہیں اور کوئی بھی نہیں پوچھتا -

### ۲۲ اگست ۱۸۹۹ء

انکی دنیوی حالت جیسی قابل رحم ہے اسی طرح دینی حالت قابل افسوس ہے وہ دن قریب ہے کہ موجودہ حالت سے پست ہو کر صفحہ ہستی سے مٹ جائیں عمامہ جبہ لمبا کرتا سب اسباب جہالت ہیں انھیں نا لائقوں کی وجہ سے تعمیرات مساجد کا تمام ہند میں زور ہے اگر کل ہند کی ایک سال کے اخراجات تعمیر مساجد کا اوسط لیا جاوے تو شاید ایک کروڑ روپیہ سے زیادہ بڑھ جاوے -

۱۵ ستمبر ۱۸۹۹ء + ایک مولوی بھی ایسا نہیں جسمیں دنیا طلبی ذاتی اغراض اور دغا نہ ہو -

یکم اکتوبر ۱۸۹۹ء - یہ مولوی دجال اور ابدی جہنمی ہے ۲۲ ستمبر ۱۸۹۹ء بیدین کذاب فریبی دغاباز عبد الدرہم عبد الدینار دین فروش دشمن اسلام انکے منہ سے کبھی کلمہ خیر نہیں نکل سکتا ہے کون کمبخت شخص ہوگا جو ہماری ان باتوں سے دل تنگ ہوگا - کون بد نصیب مسلمان ہوگا جسے ہماری یہ باتیں اچھی نہ معلوم ہوں گی +

۱۵ اکتوبر ۱۸۹۹ء لعنت ہے تیرے اسلام پر تف ہے تیرے دھوکے کی وضع پر تیرے ولیوں کی صورت پر +

کار شیطاں میکند نامش ولی
گر ولی اینست لعنت بر ولی

یہ قصائی ہیں رہزنان دین و ایمان ہیں +

۲۳ اکتوبر ۱۸۹۹ء دین فروش ظالم رہزنان دین و ایمان - غارت کنان دین - مولویوں کی لال بجھکڑ تمام عمر حرام کے لقمے کھا کھا کر گذر گئے در حقیقت یہ ڈاکو ہیں دن دہاڑے لوٹتے ہیں انھیں ہرگز مسلمان نہ سمجھو بلکہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جانی دشمن ہیں اور دین کو برباد کرنا چاہتے ہیں

یکم نومبر ۱۸۹۹ء - مسلمانوں کی جانوں پر بجلی ٹوٹ پڑی یہ جاہل ناہنجار بے ادب دشمنان دین ہیں ناپاک ہیں - دستے جلائے ہے قصائیوں کے پیشوا بنکر غضب ڈھا رکھا ہے مسلمانوں کو یہ دشمنان دین اسلام برباد کر رہے ہیں نفس پرستی اور عیاشی کے لیے چار چار بیویاں کر رکھی ہیں -

۱۵ نومبر ۱۸۹۹ء ان سے زیادہ ناکارہ فضول دغا باز و مکار دین فروش ڈاکو کوئی نہیں انپر خدا کا غضب ٹوٹے ایک جلاہا تانا بانا تنتے تنتے ایک دھنا روئی دھنکتے دھنکتے یا ایک قصائی بکری ذبح کرتے کرتے لمبی ڈاڑھی بڑا عمامہ ٹخنوں سے اونچا پاجامہ ٹخنوں تک کرتہ ہاتھ میں پانسو دانو کی تسبیح لے کے اٹھ کھڑا ہوا اور حضور انور کے مسند مبارک کی توہین کرے مسلمانوں کو لوٹ کر گھر بھرے اسے کیونکر پیشوا بنا لیں - الہی ان دشمنان دین ملانوں کا بیج مارا جاوے -

۲۴ نومبر ۱۸۹۹ء اس سے بد تر کوئی گروہ دنیا کے پردہ پر پیدا نہیں ہوا ان ابدی جہنمیوں نے اسلام جیسے مذہب کی درکھوری ہے ۲۳ دسمبر ۱۸۹۹ء ڈوب مرو چینی بھر پانی میں خدا انھیں غارت کرے -

۲۳ - اپریل ۱۹۰۰ء مولوی برباد کن مذہب اور رخنہ انداز دین ہیں - ۸ جولائی ۱۹۰۰ء انکا باوا آدم نرالا ہے ان کے خیالات محسوسات معاشرت تمام دنیا سے علحدہ ہے جو چیز اوروں کے لیے لحم خنزیر اور حرام مطلق ہے وہ ان کے لیے شیر مادر ہے یہ گردن زدنی ہیں - ۲۳ اگست ۱۹۰۰ء ای بد نصیب مولویو تم حشر میں کیا جواب دو گے ای ڈاکو نو لوٹو لوٹو ای ڈاکو دلو لوٹو ای ابدی جہنمیو لوٹو امت کے فریب اگر تمہاری اسی حصہ میں ہیں لوٹو ای اسلام کے جانی دشمنو یہ ڈاکوؤں قصائیوں لٹیروں کا گروہ ہے -

یکم ستمبر ۱۹۰۱ء - ازلی جہنمی ہیں انھوں نے غضب ڈھا رکھا ہے ناتراشیدہ جاہل مطلق ذلیل ہیں + ہم جو کچھ لکھ رہے ہیں انھیں اس سے بھی وہ چند عیب ہیں یہ انتہا درجہ کے سنگدل ظالم بدکار حلال و حرام میں فرق نہ کرنے والے ہیں مفت خور بیدین بارگاہ صمدی سے معتوب حرام کے لقمے کھانیوالے ہیں نہ ان کی نماز قبول نہ روزہ گروہ شیاطین ہیں یہ سانپ اور سانپوں کے بچے ہیں شکم پرست ہیں

(باقی)

# طاعون کا اصل مقصد

اس زمانہ مین جبکہ طاعون نے اپنے خوفناک نظارون سے اہل عالم کے دلکو ہلادیا ہے۔ اور اُس کی سختی اور تندی ہر موسم مین بڑہتی جاتی ہے۔ طبعاً یہ سوال ہر ایک کی فطرۃ مین پیدا ہو سکتا ہے۔ کہ آخر طاعون سے اصل مقصد اللہ تعالی نے کا کیا ہے۔

طاعون کو صرف ایک مرض وبائی قرار دینا۔ اور منجملہ دیگر امراض وبائی کی ایک عام مرض تو سمجھ لینا تو غلطی ہے۔ کیونکہ اس کے تواتر دورون اور تیز رفتار سے اور ایک ترتیبی کارروائی نے اس کو تو ضرور پایہ ثبوت تک پونچا دیا ہے۔ کہ یہ ضرور قہر الہی ہے۔ اور ایک بالارادہ قادر مطلق ہستی یعنی خدا تعالی کے امر سے اپنی کارروائی کر رہی ہے۔ اس مقام پر ہمیں طاعون زدہ علاقون کی اسکی ترتیبی کارروائی کی نظیر پیش کرنیکی ضرورۃ مطلق نہیں ہے کیونکہ جن جن مقامون مین یہ پڑ چکی ہے۔ وہان کے لوگون نے مشاہدہ کر لیا ہوگا۔ اور جہان آجتک نہیں پڑی۔ وہان کے لوگ عنقریب دیکھ لین گی۔ کہ اس کے حملے کسطرح ترتیب سے ہر محلہ مین اور ہر طبقہ انسانی پر ہوتے ہین۔ اور جس طرح سے سرکاری افسر مدارج اور ترتیب کو مدنظر رکھکر احکام بالا کے احکام کی تعمیل کرتا ہے۔ ویسے ہی بڑے امتیاز اور حفظ مراتب کیساتھ یہ بھی لوگون اور محلون کو انتخاب کرتی ہے عنوان مذکورہ بالا سے ہماری صرف یہ غرض ہے۔ کہ ہم دکھلاوین کہ جب کہ یہ خدا تعالی کیطرف سے مامور ہے۔ تو منشاء ایزدی کیا ہے کہ اگر وہ پورا کر دیا جاوے۔ تو خدا تعالی اس سے دنیا کو محفوظ رکھے ہوئے + مذکورہ بالا سوال کا جواب حضرۃ مولانا حکیم نور الدین صاحب نے اپنی ایک تقریر مین دیا ہے۔ جسے ہم انہی الفاظ مین ذیل مین درج کرتے ہین

"قرآن شریف پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جب اس قسم کے عذاب دنیا پر نازل ہوتے ہین۔ تو سرکاری منشاء (ارادہ ایزدی) یہ ہوتا ہے۔ کہ لوگ تضرع کرین۔ اس منشاء سرکاری کا علم ہونے کے لئے یہ امر ضروری نہیں ہے۔ کہ کوئی مامور بھی اسوقت دنیا مین موجود ہو۔ لیکن اگر کوئی مامور بھی موجود ہے۔ تو اس سے یہ نتیجہ نکلے گا۔ کہ خدا تعالی ایک سخت پکڑ پکڑنا چاہتا ہے۔ تکالیف اور مصائب اور شدائد مین مبتلا ہو کر خود انسان کا دل تضرع کیطرف مائل ہو جاتا ہے۔ اور اس سے یہ امر ثابت ہوتا ہے۔ کہ فطرت انسانی بھی بذات خود خدا تعالی کیطرف سے ایک مامور ہے۔ جو کہ منشاء سرکاری سے اسیے اوقات مین اُسے آگاہ کرتی ہے۔ آتشک اور سوزاک مین مبتلا انسان کو فطرت بتلاتی ہے۔ کہ تو نے بدعمل کیا۔ اور اُس کا یہ نتیجہ ہے۔ آیندہ تو اس سے باز آ۔ یہ دلمیں ملامت کرتا ہے خادم ہوتا ہے۔ حالت بیماری مین اقرار کرتا ہے۔ کہ اب آرام ہو جاوے۔ تو پھر زنا نکرونگا۔ (صحت پاکر وہ پھر کیون کرتا ہے یہ امر ہماری بحث سے سر دست خارج ہے۔ گویا ایک طرف سے فطرت انسانی بھی خدا تعالی کی رضامندی کی راہون کا علم دینے کے لئے ایسا بشیر اور نذیر ہے۔ جو کہ ہر وقت انسان کے اندر موجود ہے لیکن چونکہ یہ کامل رہبر نہیں ہے۔ اس لئے خدا تعالی نے کتب سماوی اور انبیاء اور رسل کے ارسال کرنے کا سلسلہ بھی دنیا مین قایم کر رکھا ہے۔ تا کہ ہدایت اور نجات کی راہ مین کسی قسم کا سقم باقی نہ رہے۔ کتب سماوی اور انبیاء کے نزول سے بھی منشاء سرکاری یہی ہوتا ہے۔ کہ ہلاکت اور نجات کی راہون کا علم کامل طور پر حاصل ہو جاوے۔ بارگاہ الہی کا یہ منشاء ہرگز نہیں ہوتا۔ کہ ان کتابون یا مامورین کی پرستش کیجاوے۔ صرف یہی مقصد ہوتا ہے۔ کہ حسب تقاضائے فطرت جس تضرع کی ضرورۃ دنیا کو ہوتی ہے۔ اُس کا علم اور طریق عمل انکو بتلا کر خدا کی رضا حاصل کرنے کا راستہ کھولدیا جاوے۔

پس اس وقت طاعون سے اصل مقصد جو تضرع ہے اس کے لحاظ سے انسانون کے تین گروہ ہین۔ اول وہ لوگ جنکے پاس کوئی کتاب آسمانی نہیں۔ انہیں طاعون اسلئے پڑتی ہے۔ کہ امن اور چین کیحالت مین اگر انہون نے الہی مامور فطرت انسانی کی آواز کو نہین سنا۔ تو اب اس طرح سے سن لین۔ اور منشاء سرکاری سے آگاہ ہو کر دائمی ہلاکت سے نجات پاوین۔ اور تضرع میں لگجاوین۔ دوم وہ لوگ جنکے پاس کتب ربانی اموال قدیمہ اور اخبار و آثار موجود ہین۔ لیکن مامور موجود نہیں۔ اس قسم کے لوگونکی خدا تعالی نے دوہری مدد کی ہے۔ کہ علاوہ ایک رہبر فطرۃ انسانی کے ایک اور مددگار انکو دیدیا ہے۔ جس کے ذریعہ سے وہ اس طاعون کے زمانہ مین منشاء سرکاری سے آگاہ ہو سکتے ہین۔ اگر اب تک وہ طاعون مین مبتلا نہین ہوئے۔ تو تضرع مین مصروف ہو جاوین۔ سوم۔ وہ لوگ جنہیں علاوہ کتابون کے کوئی مامور بھی خدا کی راہون کا پتہ لگ جانا بہت ہی آسان کام ہے۔ فطرت انسانی کی آواز کے سننے مین امکان ہے۔ کہ مغالطہ ہو جاوے۔ کتابون کے ذریعہ منشاء ایزدی کے سمجھنے مین ممکن ہے۔ کہ انسان غلطی کر بیٹھے۔ مگر ایک مامور کے ہوتے ہوئے غلطی مین رہنا بہت محال بات ہے۔ وہ اس لئے نہیں بھیجا جاتا کہ اسکی پوجا ہو۔ بلکہ صرف اس لئے آتا ہے۔ کہ اصل مقصود یعنی تضرع کا علم مخلوق کو دیوے۔ کہ خدا کی رضا ان ایام مین اسی سے وابستہ ہے۔ تم اس مین لگ جاؤ

خدا تعالی کو چونکہ عام اصلاح منظور ہے اور راہوں کا ذریعہ تضرع ہے۔ اس لئے ہر ایک قوم۔ ہر ایک ملت خواہ کہین آباد ہو۔ وہ مواخذہ کے نیچے ہے۔ پس اے احمدی لوگو تم مامور کے مرید اور متعلقین مین سے ہو کر اگر تضرع نہ کروگے۔ تو تم بھی مجرم ہوگے اور دوسرون کی نسبت زیادہ قابل اخذ ہوگے۔ کیونکہ جو تم کو دیا گیا ہے۔ وہ اورون کو نہیں دیا گیا ہے۔

**مامور تضرع کا قایم مقام نہیں ہے۔**

بعض نادان لوگ مامور کو ولی یا بزرگ جانکر اُسے خدا کا ایجنٹ قرار دیتے ہین۔ اور صرف اس کے تعلق بیعت کو تضرع کا قایم مقام بنا بیٹھتے ہین۔ یہ انکی غلطی ہے۔ کیونکہ مامور تو اپنی تعلیم دیکر ہر ایک قسم کی ذمہ داری سے سبکدوش ہو جاتا ہے۔ اور وہ تو بار بار یہی کہتا ہے۔ کہ عمل در آمد منظور ہے جس کی نظیر اسوقت کشتی نوح کی تعلیم موجود ہے۔ پس جو لوگ تضرع کو چھوڑتے ہین۔ اور حالتوں میں تغیر نہیں کرتے وہ خدا کے غضب کے نیچے آتے ہین۔ پس چاہیئے۔ کہ تقوے کے حقیقی مغز کو حاصل کرین۔ اور اپنی ہر ایک حرکت اور سکون۔ معاملات۔ تعلقات۔ لین دین۔ میل ملاپ عبادات۔ سب کچھ خدا کی مرضی کیموافق بجالاوین۔ تاکہ وہ اس نے محفوظ رکھے۔ اور اس بات پر نازان نہون۔ کہ ہم نے بیعت کی ہوئی ہے۔ اصل منشاء مامور کے آنے کا یہی ہے۔ کہ تم تضرع کرو۔ پس اگر تم تضرع مین مصروف نہیں ہو۔ تو تمہارا مامور سے کیا تعلق ہے

**تضرع کیا ہے**

جبکہ خدا تعالی یہ جانتا ہے۔ کہ تم تضرع کرو۔ اس لئے اس امر کا سمجھنا بھی ضروری ہے کہ خود تضرع کیا شے ہے۔ اس کے معنے ہین آہ و زاری اور نالہ و بکا کر کے کسی کو اپنے پر مہربان بنا لینا۔ یا اُسے راضی کر کے مورد انعام بن جانا۔ یا اُس کے عذاب سے محفوظ رہنا۔ جب انسان کسی کے آگے زاری کرتا ہے۔ تو اس کا مطلب یہی ہوتا ہے۔ کہ میری گذشتہ خطائین معاف کیجاوین۔ وہ آیندہ ایسا نہ کرے گا۔ بلکہ حالتیں تغیر کرکے آقا کی رضامندی کا طالب ہوگا۔ پس خدا تعالی جو تم سے زاری چاہتا ہے۔ اُس کے بھی یہی معنے ہین۔ کہ تم اپنی حالتون کو بدلو۔ اور وہ بات اختیار کرو۔ جس سے وہ راضی ہوتا ہے۔ گویا دوسرے الفاظ مین سچی توبہ کے مفہوم کا نام تضرع ہے۔

**بڑے بڑے شہر کیون نہیں طاعون سے ہلاک ہوئے**

بعض نادانون نے یہ بھی غلطی کھائی ہے۔ کہ وہ اعتراض کرتے ہین۔ کہ بڑے بڑے شہر کیون نہیں ہلاک ہوئے۔ وہ کیون محفوظ ہین۔ میرا یقین ہے۔ کہ اس قسم کے معترض خدا تعالی کی تعلیم اور اسکی سنت سے محض ناواقف اور غافل ہین۔ دیکھو

---

طاعون کی ابتدا حشرات الارض یعنی زمینی کیڑون سے ہوتی ہے اور اول اول چوہے اس سے مرتے ہین۔ پھر ترقی کر کے یہ انسانون مین آتی ہے کیا یہ اس امر کا ثبوت نہیں ہے۔ کہ طبقہ انسان مین بھی جو لوگ حشرات الارض کی طرح ... تو اول طاعون انہی پر پڑنی چاہیئے۔ یعنی اول عام اور ادنے لوگ اس کا شکار ہون۔ اور پھر آہستہ آہستہ ترقی کر کے یہ بڑے بڑے اشرار پر حملہ کرے تم نہیں دیکھتے۔ کہ جب ......

# ایک سابق بالخیر کی یادگار

ذیل میں ہم ایک خط درج کرتے ہیں جو کہ ہمارے احمدی بھائی مولوی حسن علی صاحب مرحوم و مغفور واعظ اسلام ساکن پٹنہ نے اپنے ایک دوست کے نام لکھا تھا جسمیں انھوں نے اپنے دوست کو حضرت اقدس مسیح موعود کی طرف رجوع کرنے کی ترغیب دی ہے چونکہ مولوی صاحب مرحوم و مغفور ایک مشہور و معروف آدمی تھے اور اکثر لوگوں کو آپ پر حسن عقیدت تھی اسلیے ایک شہادت کی اظہار کی نیت سے ہم اسکو ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

مولوی صاحب مرحوم نے ایک کتاب تائید حق کے نام سے بھی تصنیف فرمائی ہے جسمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تائید اور آپ کی پاک تاثیرات کا تذکرہ کیا ہے

روحانی برادر سلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ

میرے دل میں ایک خیال گذرتا ہے اسمیں آپکی کیا رائے ہے جیسی رائے ہو اُس سے مطلع فرمائیے +

میں حضرت اقدس جناب مرزا غلام احمد صاحب کو سچے دل سے امام الوقت مانتا ہوں افسوس کہ علمائے پنجاب و ہندوستان نے ابھی تک حضرت کے امام ہونے کو نہیں مانا ہے لیکن وہ وقت آنیوالا ہے کہ وہ ضرور اس صداقت کو قبول کرینگے + اللہ کو یہ بات منظور ہے کہ یہ آہستہ آہستہ پھیلے +

مرزا صاحب کے ہاتھ پر بیعت کر لینے سے لوگ رُکتے ہیں کہ مجھکو بہت بڑا مالی نقصان پہونچنے والا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ لوگوں کی حماقت ہے حق کے لیے کچھ قربانی کرکے آدمی کا کبھی نقصان نہیں ہوتا + میں اسکول کا ہیڈ ماسٹر تھا سو روپیہ ماہوار کی آمدنی تھی اُسکو میں نے حق یا اللہ کے لیے چھوڑا۔ اسکے فضل و کرم سے مجھکو ایسا نفع ہوا کہ کچھ عرض نہیں کرسکتا اسنے مجھے ہر طرح سے فارغ البال اور خوشحال رکھا اور میری ذات سے بہت سے آدمیوں کو فائدہ پہونچایا ہم کئی شہروں میں یتیم خانے جاری ہوے مدرسے قائم کیے گئے اسکول کھولے گئے وغیرہ وغیرہ اب کی دفعہ میں نے واعظ کی تنخواہ کو حق پر قربان کیا لیکن

کہ اللہ اب کی دفعہ بھی میرے ساتھ ہے۔ اے میرے پیارے بھائی آپ مقدمات عدالت میں پھنسے رہتے ہیں اسلیے آپ کو موقع نہیں ملا کہ خدا کی طرف رجوع ہو کر اس مسئلہ کو معلوم کرتے کہ حضرت مرزا صاحب کا مقام کیا ہے اور اُن سے کیا کام ہونے والا ہے +

میں نے ایک کتاب حضرت مرزا صاحب کے دعوی کی تصدیق میں حال میں تصنیف کی ہے قریب نصف کے لکھ چکا ہوں باقی کو لکھنا ہے آپ سے سوال یہ ہے کہ از براہ مہربانی ایک کام آپ کر سکتے ہیں وہ یہ ہے کہ مطبع ریاض ہند والے کو بلا کر دریافت کریں کہ حضرت کی تصنیف کردہ کتاب شہادۃ القرآن کے حروف و کاغذ پر اگر پانسو کتابیں چھپواؤں تو وہ ایک روپیہ میں کتنے جزوں کے حساب سے چھاپ سکتے ہیں اگر ہزار جلدیں چھاپی جائیں تو ایک روپیہ میں کتنی جلدیں چھاپی جا سکتی ہیں۔ کاغذ ویسا ہی ہونا چاہیے اور حرف بھی ویسا ہی ہو کتاب غرض عمدہ چھپے غالباً دس جز کی کتاب ہوگی ممکن ہے کہ کچھ زیادہ ہو جائے کیا آپ اُس کے پروف شیٹ دیکھنے کا اور صحیح چھپوانے کا بوجھ اپنے اوپر گوارا کر سکتے ہیں اگر کتاب فروخت ہو گئی تو اُسکی آمدنی سے ایک حصہ میں آپ کی محنت کے لیے ضرور دوں گا۔ لیکن کسقدر دوں گا اسکو مجھپر چھوڑیے اللہ کے فضل و کرم سے آٹھ برس کے چکر میں سارے ہندوستان میں میرے بہت سے دوست پیدا ہو گئے ہیں۔ مجھکو اللہ سے اُمید ہے کہ وہ ضرور میری کتاب کو لیں گے اور انہیں تو بہت سی بکر جاینگے لیکن بہتیرے خوش بھی ہونگے اور فائدہ بھی اُٹھائیں گے + میرے دل میں یہ بھی خواہش ہوتی ہے کہ ایک رسالہ ماہوار جاری کروں جس میں نصیحت و پند کی باتیں ہونگی وہ رسالہ انوار الاسلام آپنے دیکھا ہے ویسا ہی ہوگا + غرض وہی رسالہ ہوگا صرف صورت و شکل بدل جائے گی اس ماہواری رسالہ میں جناب حضرت مرزا صاحب اور جناب حکیم نور الدین صاحب کے مضامین رہا کرینگے + انشاء اللہ تعالیٰ رسالہ عمدہ ہوگا +

لیکن پہلے کتاب فروخت ہولے تو اُسی کی آمدنی سے یہ بندوبست کیا جائے گا۔ اسی ماہواری رسالہ کے لیے آپ اگر منظور کریں تو امرتسر میں چھپے اور آپ اُسمیں صحت وغیرہ کا بندوبست کریں +

کبھی کبھی تو میرے دل میں یہ خیال ہوتا ہے کہ امرتسر آکر آپ سے ان سب باتوں میں صلاح و مشورہ کرتا لیکن دور اسقدر ہے اور آمد و رفت کا خرچ اسقدر درکار ہے کہ ہمت نہیں ہوتی +

غرض ان سب باتوں کا جواب جس قدر جلد ممکن ہو عنایت فرمایئے گا لیکن خوب غور و فکر کرکے جواب لکھیے +

اللہ آپ کو اپنی محبت اور حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت میں روزانہ ترقی عطا کرے اور آپ کے بارے میں جو جو دعائیں اس کمترین نے کی ہیں اُن کے قبول ہونے کا وقت آجاوے اور آپ کی ذات سے پنجاب میں کچھ کام اللہ تعالیٰ لیوے آمین۔

بندۂ کمترین حسن علی عفی عنہ واعظ اسلام محلہ ام سر شہر بھاگلپور صوبہ بہار ۱۵ دسمبر سنہ ۱۸۹۷ء

## قطعہ تاریخ وفات حسرت آیات جناب قاضی ضیاء الدین صاحب طاب اللہ ثراہ و جعل الجنۃ مثواہٗ

### تصنیف منیف جناب حکیم فضل الٰہی صاحب لاہوری

ضیاء الدین مردی با خدا بود    بعلم و حلم کامل بیریا بود

ز قوم خویش ہجرت بر ملا کرد    بشہر قادیاں در امن جا کرد

دلش بر رحمۃ اللہ پر یقین بود    بہ بیعت ہم ز مردم سابقین بود

باین عاجز محبت داشت بسیار    ازین سو نیز حبی بود فی اللہ

فزوں شد عمر او از شصت سالے    ز ضعف دماغی برگشتہ حالے

مرض غالب شدش زاسہال آخر    کہ جاں با ذکر حق بسپرد ذاکر

برون زموت او بود دم بہ لاہور    دلم از ہجر او بیتاب در شور

مرا حسرت بماند تا شب گور    نرفتم با جنازہ تا لب گور

خدایا رحم کن با جان در ویشش    کہ کردہ جان فدا بر مرشد خویش

نصیحت میکنم بیں ماندگان را    بصبر و شکر آں دلدادگان را

کہ بر گفتار مہدی گوش دارید    دل و جاں بر وفا ہم پیش دارید

فزوں بر سینہ زد صیت و کیفش    کہ جا نش در جوار حق ہمیا سو ر

امام الوقت چوں خواندش جنازہ

بغفرانش ز حق آمد اجازہ

## اگر کوئی طاقت رکھے۔ تو توکل کا مقام ہر ایک مقام سے بڑھکر ہے

قول حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

## کرشمۂ محبت

بڑی بڑی جنگیں جہان اور بہت سی یادگاریں چھوڑ جاتی ہیں۔ اور ایک انقلاب عظیم دنیا میں پیدا کرتی ہیں۔ وہاں ساتھ ہی کوئی نہ کوئی کرشمہ محبت بھی ان کی یادگار رہ جاتا ہے۔ حال کی جنگ روس و جاپان کی بھی اس سے خالی نہ رہی۔ ۱۳۰ر جولائی کا روزانہ اخبار عام میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ انگریزی اخبارات میں ایک دلچسپ خبر محبت کی جنگ کی خبروں میں دیکھی گئی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ منچوریا کی لڑائی میں ایک روسی فوج آئی۔ جس کو پورٹ آرتھر جانیکا حکم ہوا۔ افسر فوج کیساتھ ایک خوبصورت نوجوان اردلی تھا۔ جو کہ وطن سے ہی ہمراہ چلا آتا تھا۔ پورٹ آرتھر میں یہ اردلی مجروح ہوگیا جہاں سے اوسے ہسپتال میں لے گئے۔ جبکہ اس کی حالت میں تغیر عظیم واقع ہونے لگا۔ تو اوسوقت یہ راز کھلا کہ یہ اردلی اصل میں ایک نوجوان عورت ہے۔ جو کہ افسر فوج پر فریفتہ ہے۔ وطن میں اس نے شادی کی آرزو کی لیکن افسر نے نہ مانا۔ آخر اس اسیر محبت نے بھیس بدلکر اردلی کی صورت میں اس افسر کے زیر نظر رہنا شروع کیا۔ اور اسی عشق میں اپنے وطن اور عزیز و اقربا کو خیرباد کہکر جنگ میں چلی آئی۔ جب یہاں یہ راز کھلا۔ تو افسر بھی اس کی جرأت پر دنگ ہوگیا۔ مگر افسوس کہ اس گھڑی بھی اس نے اس کی درخواست کا جواب نفی میں دیا۔ ہسپتال کے عہدہ داروں اور نیز اس کے دوستوں نے بہت کچھ سمجھایا کہ اس کی وفا کی قدر کرو اور شادی کرلو۔ لیکن خاندانی وجوہات اُسے مانع ہوئے۔ جب یہاں بھی اوس کشتۂ محبت کو مایوسی ہوئی تو اسکی عمر کا پیمانہ لبریز ہوگیا۔ اور بہت جلدی اُس نے اپنے دموں کو دنیا میں گذار کر عالم ثانی کی راہ لی۔ جب اسکی موت کی خبر اوس سنگدل افسر کو ملی۔ تو چونکہ اس عاشق صادق کا صدق اور وفا اپنے کمال کو پہونچ چکا تھا۔ اور اب اس کی تاثیریں اپنی پوری حرارت سے کام کرنے لگ گئیں تھیں۔ آخر اس کا دل پگھلا۔ اپنے اسوقت کے ارادہ اور خیال پر کوئی قابو نہ پا سکا۔ اپنے کمرہ میں گیا۔ اور بندوق سے خودکشی کر کے جان دی

## ضروری اطلاع

خریداران البدر خط و کتابت کرتے وقت اپنا نمبر خریداری جو کہ مطبوعہ چٹوں پر ہے۔ ضرور دیا کریں۔ ورنہ تعمیل ارشاد نہو سکے گی۔ منیجر

## تعدد ازدواج پر سید محمود مرحوم کی رائے

جواز پالیگیمی پر بحث کرتے ہوئے پہلے یہ دیکھنا چاہیئے کہ پابندی عقد کی بھی کوئی ضرورت ہے؟ اور اس کو یقیناً ہر ذی تمیز بآسانی تسلیم کریگا۔ کہ بجائے آزادی مباشرت کے تعیین زوجین مناسب ہے۔ قطع نظر اور امور کے طریق تمدن میں اس سے بڑی سہولت پیدا ہوتی ہے۔ اس کے بعد دو امور بحث طلب ہیں۔ اول یہ کہ ایک مرد کو کئی عورتوں کی کیا ضرورت ہے۔ دوسرے یہ کہ خاص چار تک اجازت دینے کی علت غائی کیا ہے

سوال اول کا جواب یہ ہے کہ تمام مخلوق میں مباشرت کے چار طریقے ہیں۔ اور ہر طریقہ کسی خاص گروہ حیوانات کی خلقت و شمار پر مبنی ہے۔ پہلا طریقہ مانوگیمی ہے۔ یعنی ایک نر و ایک مادہ باہم زندگی بسر کریں۔ حیوانات میں اس کی عمدہ مثال سارس و کبوتر ہیں۔ ان کی خلقت پر اگر غور کیا جاوے۔ تو صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ قدرت نے ان جانوروں کو اس حد سے بڑھنے کی اجازت ہی نہیں دی ہے۔ تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ سارس یا کبوتر کے ایک جھول کے انڈے اگر سب کے سب بچے نکالدیں تو ان میں سے نر و مادہ کی تعداد قریب قریب برابر ہوگی۔ اسطرح پر قدرتاً گنجائش ہی نہیں ہوتی ہے کہ ایک نر کی کئی مادہ یا ایک مادہ کے کئی نر ہوں

دوسرا طریقہ پالیگیمی ہے۔ یعنی ایک نر اور کئی مادہ اسکی مثال جو سب کے پیش نظر ہے وہ مرغی ہے۔ عام طور پر دیکھئے مرغ کم پلے جائینگے اور مرغیاں زیادہ۔ انکی پیدائش سے ہی یہ بات ظاہر ہے کیونکہ معلوم ہوا ہے کہ اگر مرغی ایک جھول کے اکیس ۲۱ انڈوں پر بٹھائی جاوے۔ اور انمیں کوئی گندہ نہو جاوے۔ تو صرف ایک انڈہ سے مرغ پیدا ہوگا باقی بیس سے مرغی اسلئے روزمرہ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک مرغ کئی مرغیوں کیلئے کافی ہوتا ہے۔ اسیطرح غو غائی کر جن کا گروہ کہلاتا ہے اور اسی طرح سیون سسٹرس کہلائے جاتے ہیں۔ انمیں بھی نر محض ایک ہوتا ہے باقی چھہ مادہ۔

تیسرا طریقہ پالی اینڈری ہے۔ یعنی ایک مادہ ہو اور اُس کے کئی نر اسکی مثال شہد کی مکھیاں ہیں۔ ایک چھتہ میں سینکڑوں مکھیاں ہوتی ہیں۔ انمیں مادہ ایک ہوتی ہے باقی سب نر ہوتی ہیں

چوتھا طریقہ بلا تعین تعداد ہے۔ یعنی نر و مادہ نہ جوڑا بنا کر رہتے ہیں نہ انکی تعداد معلوم ہو سکتی ہے۔ یہ ان حیوانات سے متعلق ہے۔ جنمیں اناث و ذکور کا باہمی تعلق مستحکم نہیں رہتا بلکہ ایک خاص وقت کیلئے ہوتا ہے اُس کی مثال کتا گھوڑا وغیرہ ہیں

انسان میں چونکہ یہ تعلق دائمی و مستحکم ہوتا ہے اور اسکے تمدن کی بنا یہ ہے کہ مرد و عورت ایک دوسرے کے مددگار و معاون ہیں۔ اس خیال سے چوتھا طریقہ اس سے کسیطرح تعلق ہی نہیں رکھتا۔ باقی تین طریقوں میں سے کوئی طریقہ انسان کیلئے مخصوص ہونا چاہیئے۔ اسکی تحقیق انسان کی مردم شماری اور پیدائش سے ہو سکتی ہے۔ مختلف ممالک میں ہر جگہ پیدائش اناث بمقابلہ ذکور کے زیادہ ہے۔ علاوہ بریں بلحاظ مردم شماری ساری دنیا میں عورتیں مردوں سے بہت زیادہ ہیں۔ ایک تو قدرتی زیادتی اور بعض مردوں کا ایسے کاموں میں مشغول رہنا جو انکو مجرد رہنے پر مجبور کریں عورتوں کی قابل ازدواج تعداد کو اور بھی زیادہ کرتا ہے مثلاً بحری و بری فوجوں میں داخل ہوتے ہیں اور اکثر شادی نہیں کرتے اور لڑائیوں میں جو کشت و خون ہوتا ہے اسمیں بھی سب مرد ہی ضائع ہوتے ہیں اسیطرح ہر ملک میں مرد و عورتوں کی تعداد میں ایک بڑا فرق ہو جاتا ہے۔ اب یہ امر قدرتی طور پر ظاہر ہے کہ پالیگیمی رائج ہو ورنہ مانوگیمی کی حالت میں تقریباً نصف حصہ عورتوں کا بیکار رہیگا۔

اس نسبت سے ثابت ہے کہ خالق عز و جل نے انسانکو خلق ہی اس طرح پر کیا ہے کہ بعض مردوں کی ایک سے زائد عورتیں ہوں

سوال دوم کا جواب عورتوں کی فطری حالت پر غور کرنے سے صاف ہو جاتا ہے۔ اسلام نے چار کی تعداد انتہائی رکھی ہے جو یقیناً خاص حالتوں میں ضروری ہوگی۔ فرض کیجئے ایک مرد اور ایک عورت جو ہر طرح کامل الصحت و قوی الجثہ ہیں انکی شادی مثلاً جنوری میں ہوئی چونکہ کسی طرح سے انکی صحت میں قصور نہیں اور پوری قوت دونوں کو حاصل ہے۔ پس اسی مہینہ میں حمل واقع ہوگا بعد از حمل از روئے طب عورت سے دس ہفتہ تک مقاربت جائز ہے۔ اس کے بعد سفر پس جس شخص کا نکاح جنوری میں ہوا وہ اس عورت سے اپریل تک علیحدگی رکھیگا۔ اور چونکہ وہ مرد کامل الصحت مان لیا گیا ہے اسلئے اب اس کو دوسری عورتکی ضرورت ہوگی۔ اس دوسری عورت سے (جو ہر لحاظ سے صحیح مان لیگئی ہے) مثل سابق تین مہینہ کے بعد علیحدہ ہوگا۔ جب سے اور تیسری کی حاجت ہوگی۔ جس سے وہ اکتوبر تک ہم صحبت ہو سکتا ہے۔ پہلی عورت جو جنوری میں حاملہ ہوئی تھی غالباً نومبر میں فارغ ہوگی۔ اس کے بعد ہی اس کے ۴۰ دن اور صرف ہونگے۔ لہذا مرد کو آخر دسمبر تک ایک چوتھی عورت ضروری ہے۔ جس کے بعد پہلی عورت تندرست ہو چکے گی

اس صاف حساب سے چار نکاح کی حد مقرر کرنیکی مصلحت خوب روشن ہو جاتی ہے علاوہ بریں عورتکی معذوری کا خیال کرتے وقت معمولی ایام کو بھی نظر انداز نہ کرنا چاہیئے۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام کسی خاص کیلئے نہیں آیا تھا۔ اسکے احکام کسی ملک یا قوم سے مخصوص نہیں خدا تعالیٰ کا کوئی امر خلاف عقل نہیں ہو سکتا۔ یہ ہمارا اپنا قصور فہم ہے کہ ہم ان پاک اصولونکو عقل کیساتھ تطابق نہ کر سکیں۔ اگر اسلام پالیگیمی